پہلے سیکھیے پھر عمل کیجیے!!

نیکی

اللہ کی بارگاہ میں کب قبول ہوتی ہے؟؟

مبین الرّحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

نیکی کی قبولیت کے لیے شرائط

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی بھی نیکی کی قبولیت کے لیے تین شرائط ہیں:

1: وہ نیکی ایمان کے ساتھ ہو، یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم شخص کی کوئی بھی نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی، البتہ ان کی اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ دنیا میں دے دیتے ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

2: وہ نیکی شریعت کے مطابق ہو، یہی وجہ ہے کہ جو نیکی شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر گز قابلِ قبول نہیں۔ اور یہ یاد رکھیے کہ نیکی شریعت کے مطابق سر انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں صحیح علم حاصل کیا جائے، صحیح علم حاصل کرنے کے بعد ہی وہ نیکی شریعت کے مطابق ادا کی جاسکتی ہے۔

3: وہ نیکی اخلاص کے ساتھ ہو، یہی وجہ ہے کہ جو عمل لوگوں کے دکھلاوے اور ریاکاری کے لیے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قبولیت نہیں ہوتی۔

کسی بھی نیکی کی قبولیت کے لیے یہ تین باتیں پائی جانی ضروری ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی گئی تو وہ نیکی ہر گز قبول نہیں ہوگی، بلکہ وہ نیکی کہلائے جانے کے قابل ہی نہیں ہوتی۔ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نیکی کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے زندگی گزر جاتی ہے لیکن ہمیں ٹھیک طرح نیکی کرنے کی توفیق بھی میسر نہیں آتی، جیسے نفل پڑھنا کتنی بڑی نیکی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، لیکن اگر کوئی شخص یہی نفل مکروہ اوقات میں ادا کرتا ہے تو اس کو ثواب تو کیا ملے گا بلکہ اُلٹا گناہ ملے گا، کیوں کہ مکروہ اوقات میں نفل نماز ادا کرنا جائز ہی نہیں، تو گویا کہ نیکی جب شریعت کی تعلیمات کے خلاف کی جائے تو وہ نیکی نیکی نہیں رہتی بلکہ گناہ بن جاتا ہے، اس سے ان حضرات کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے جو نیکی کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے بھی یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیکی ہر جگہ نیکی نہیں ہوا کرتی، بلکہ نیکی حقیقی معنوں میں نیکی اس وقت بنتی ہے جب وہ ایمان اور اخلاص کے ساتھ شریعت کی تعلیمات کے مطابق کی جائے!!

1: وفي «تفسير الرازي»:

ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفُورُ ﴿٢﴾ (سورة الملك)

اَلْمَسْأَلَةُ السَّادِسَةُ: ذَكَرُوا فِي تَفْسِيرِ ﴿أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ وُجُوهًا: أَحَدُهَا: أَنْ يَكُونَ أَخْلَصَ

الْأَعْمَالِ وَأَصْوَبَهَا؛ لِأَنَّ الْعَمَلَ إِذَا كَانَ خَالِصًا غَيْرَ صَوَابٍ: لَمْ يُقْبَلْ، وَكَذَلِكَ إِذَا كَانَ صَوَابًا غَيْرَ خَالِصٍ، فَالْخَالِصُ أَنْ يَكُونَ لِوَجْهِ اللهِ، وَالصَّوَابُ أَنْ يَكُونَ عَلَى السُّنَّةِ.

2: وفي «تفسير أبي السعود»:

مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ (سورة النحل)

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا﴾ أي عملًا صالحاً أيَّ عملٍ كان. وهذا شروعٌ في تحريض كافةِ المؤمنين على كل عملٍ صالح غِبَّ ترغيبِ طائفةٍ منهم في الثبات على ما هم عليه من عمل صالحٍ مخصوصٍ دفعًا لتوهم اختصاصِ الأجر الموفورِ بهم وبعملهم المذكور. وقولُه تعالى: ﴿مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ﴾ مبالغةٌ في شموله للكل، ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ قيّده به؛ إذ لا اعتدادَ بأعمال الكفرة في استحقاق الثواب أو تخفيفِ العذاب؛ لقوله تعالى: ﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾. وإيثارُ إيرادِه بالجملة الاسمية الحالية على نظمه في سلك الصلةِ لإفادة وجوبِ دوامه ومقارنتِه للعمل الصالح.....إلخ

3: وفي «مدارك التنزيل»:

مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ (سورة النحل)

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ﴾ «من» مبهم يتناول النوعين إلا أن ظاهره للذكور فبين بقوله ﴿مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ﴾ ليعم الموعد النوعين. ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ شرط الإيمان؛ لأن أعمال الكفار غير معتد بها، وهو يدل على أن العمل ليس من الإيمان....إلخ

4: وفي «تفسير ابن كثير»:

مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم

بِأَحۡسَنِ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴿٩٧﴾ (سورة النحل)

هذا وعد من الله تعالى لمن عمل صالحا -وهو العمل المتابع لكتاب الله تعالى وسنة نبيه من ذكر أو أنثى من بني آدم، وقلبه مؤمن بالله ورسوله، وإن هذا العمل المأمور به مشروع من عند الله- بأن يحييه الله حياة طيبة في الدنيا وأن يجزيه بأحسن ما عمله في الدار الآخرة. والحياة الطيبة تشمل وجوه الراحة من أي جهة كانت.

5: وفي «تفسير البيضاوي»:

وَقَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرۡجُونَ لِقَآءَنَا لَوۡلَآ أُنزِلَ عَلَيۡنَا ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَوۡ نَرَىٰ رَبَّنَاۗ لَقَدِ ٱسۡتَكۡبَرُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ وَعَتَوۡ عُتُوّٗا كَبِيرٗا ﴿٢١﴾ يَوۡمَ يَرَوۡنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ لَا بُشۡرَىٰ يَوۡمَئِذٖ لِّلۡمُجۡرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجۡرٗا مَّحۡجُورٗا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمۡنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنۡ عَمَلٖ فَجَعَلۡنَٰهُ هَبَآءٗ مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ (سورة الفرقان)

﴿وَقَدِمۡنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنۡ عَمَلٖ فَجَعَلۡنَٰهُ هَبَآءٗ مَّنثُورًا﴾ أي وعمدنا إلى ما عملوا في كفرهم من المكارم كقرى الضيف وصلة الرحم وإغاثة الملهوف فأحبطناه؛ لفقد ما هو شرط اعتباره، وهو تشبيه حالهم وأعمالهم بحال قوم استعصوا على سلطانهم فقدم إلى أشيائهم فمزقها وأبطلها ولم يبق لها أثراً...إلخ

6: وفي «تفسير ابن كثير»:

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَقَدِمۡنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنۡ عَمَلٖ﴾ الآية، هذا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُحَاسِبُ اللهُ الْعِبَادَ عَلَى ما عملوه من الخير والشر، فأخبر أنه لا يحصل لِهَؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الْأَعْمَالِ الَّتِي ظَنُّوا أَنَّهَا مَنْجَاةٌ لَهُمْ شَيْءٌ، وَذلِكَ لِأَنَّهَا فَقَدَتِ الشَّرْطَ الشَّرْعِيَّ: إِمَّا الْإِخْلَاصُ فِيهَا وَإِمَّا الْمُتَابَعَةُ لِشَرْعِ اللَّهِ. فَكُلُّ عَمَلٍ لَا يَكُونُ خَالِصًا وَعَلَى الشَّرِيعَةِ الْمَرْضِيَّةِ فَهُوَ بَاطِلٌ، فَأَعْمَالُ الْكُفَّارِ لَا تَخْلُو مِنْ وَاحِدٍ مِنْ هٰذَيْنِ، وَقَدْ تَجْمَعُهُمَا مَعًا فَتَكُونُ أَبْعَدَ مِنَ الْقَبُولِ حِينَئِذٍ.

7: وفي «تفسير الجلالين»:

﴿وَقَدِمْنَآ﴾ عَمدْنَا ﴿إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنْ عَمَلٍ﴾ مِنَ الْخَيْر كَصَدَقَةٍ وَصِلَة رَحِم وَقِرَى ضَيْف وَإِغَاثَة مَلْهُوف فِي الدُّنْيَا ﴿فَجَعَلْنَـٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾ هُوَ مَا يُرَى فِي الْكُوَى الَّتِي عَلَيْهَا الشَّمْس كَالْغُبَارِ الْمُفَرَّق: أَيْ مِثْله فِي عَدَم النَّفْع بِهِ؛ إذْ لَا ثَوَاب فِيهِ؛ لِعَدَمِ شَرْطه، وَيُجَازَوْنَ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا.

بندہ مبین الرحمٰن
23 ذوالحجہ 1439ھ
4 ستمبر 2018ء
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
03362579499